خونِ مسلم کی حُرمت

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

خونِ مسلم کی حُرمت

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مِنہاجُ القرآن پبلیکیشنز

365- ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 8514 3516، 140-140-111 (42-92+)

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 7695 3723 (42-92+)

www.Minhaj.org - sales@Minhaj. org

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	**خونِ مسلم کی حرمت**
تصنیف	:	**شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری**
اِہتمامِ اِشاعت	:	فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعتِ اَوّل	:	اگست 2010ء
تعداد	:	1,100
قیمت	:	-/50 روپے

✪ ✪ ✪

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصانیف اور ریکارڈڈ خطبات و لیکچرز کی کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

fmri@research.com.pk

بسم الله الرحمن الرحيم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

﴿صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ﴾

حکومتِ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی۔۱) ۴-۱ / ۸۰ پی آئی وی، مؤرّخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء؛ حکومتِ بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷-۴-۲۰ جنرل و ایم ۴ / ۷۰-۹-۳-۷، مؤرّخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء؛ حکومتِ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی چٹھی نمبر ۲۴۴۱۱-۶۷-۲۴۴۱۱ این۔۱ / اے ڈی (لائبریری)، مؤرّخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء؛ اور حکومتِ آزاد ریاست جموں و کشمیر کی چٹھی نمبر س ت / اِنتظامیہ ۶۳-۸۰۶۱ / ۹۲، مؤرّخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیف کردہ کتب تمام تعلیمی اِداروں کی لائبریریوں کے لیے منظور شدہ ہیں۔

صفحہ	عنوانات
	# فہرس
۹	پیش لفظ
	باب اوّل
۱۱	مسلمانوں کے جان و مال کا اِحترام
۱۴	۱۔ مومن کی حرمت کعبہ کی حرمت سے زیادہ ہے
۱۵	۲۔ مسلمان کی طرف ہتھیار سے محض اشارہ کرنا بھی منع ہے
۱۷	۳۔ دورانِ جنگ کسی شخص کے اظہارِ اسلام کے بعد اس کے قتل کی ممانعت
۲۱	۴۔ فتنہ پروروں سے ہمدردی اور تعاون کی ممانعت
۲۲	۵۔ مساجد پر حملے کرنے والے سب سے بڑے ظالم ہیں

عنوانات	صفحہ
باب دوم	
مسلمانوں کو اذیت دینے اور قتل کرنے کی سزا	۲۵
۱۔ ایک مومن کا قتل پوری دنیا کی تباہی سے بڑا گناہ ہے	۲۷
۲۔ انسانی جان کا قتل مثلِ کفر ہے	۲۹
۳۔ مسلمانوں کا قتلِ عام کفریہ فعل ہے	۳۴
۴۔ قتل، شرک کی طرح ظلمِ عظیم ہے	۳۴
۵۔ خون خرابہ تمام جرائم سے بڑا جرم ہے	۳۷
۶۔ مسلمانوں کو (بم دھماکوں یا دیگر طریقوں سے) جلانے والے جہنمی ہیں	۴۰
۷۔ مسلمان کو قتل کرنے والے کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی	۴۲
۸۔ مسلمانوں کو تکلیف دینے والے کے لیے عذابِ جہنم	۴۳
باب سوم	
خودکشی فعل حرام ہے	۴۷
۱۔ خودکشی کیوں حرام ہے؟	۴۹
۲۔ قرآن و حدیث میں خودکشی کی ممانعت	۴۹

عنوانات	صفحہ
۳۔ خودکُش دُہرے عذاب کا مستحق ہے	۵۲
۴۔ خودکشی کا حکم دینے والے اُمراء کی مذمت	۵۴
۵۔ خودکشی کرنے والے پر جنت حرام ہے	۵۷
۶۔ دورانِ جہاد بھی خودکشی کرنے والا جہنمی ہے	۵۹
۷۔ حضور ﷺ نے خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی	۶۲
خلاصہ کلام	۶۳
مآخذ و مراجع	۶۵

پیش لفظ

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اِسلام اَمنِ عالم کا داعی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے ماننے والوں کو قدم قدم پر تحمل و برداشت اور اِعتدال و توازن کی تلقین کرتا ہے۔ اِسلام میں ایک مسلمان کے جسم و جان اور عزت و آبرو کی قدر و قیمت اور حرمت و تقدس کس قدر ہے؟ یہ جاننے کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ کے اِس فرمان ذی شان پر غور کریں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے طواف کی حالت میں کعبہ معظّمہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''(اے کعبہ!) تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، (تیری ان تمام عظمتوں کے باوجود) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! مومن کے جان و مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے بھی زیادہ ہے۔'' اسی طرح دوسرے مقام پر آپ ﷺ نے صرف ایک مومن کے قتل کو پوری دنیا کی تباہی و بربادی سے بھی زیادہ افسوس ناک اور بڑا قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان شخص کے قتل سے پوری دنیا کا ناپید (اور تباہ) ہو جانا کم نقصان دہ ہے۔''

جمہور مسلمانوں پر شرک و بدعت کے فتوے لگا کر ان کے خون کو مباح قرار دینے والے دہشت گردوں کے اَحوال و ظروف، مجالست و مصاحبت اور نفسیات کا تنقیدی جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اُمت کی اجتماعی دانش، جدید عصری علوم اور اَفکارِ تازہ سے عدمِ اِستفادہ کی وجہ سے اُن کی ذہنی و فکری تربیت نہایت ہی تنگ نظری کے ماحول میں ہوئی ہے۔ اِنتہا پسندی اِسی تنگ نظری کا نتیجہ ہے جو اِنسان کو جارحیت پر اُکساتی ہے اور پھر جارحیت کا منطقی نتیجہ دہشت گردی (terrorism) کی بھیانک صورت میں رُونما ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو بلا وجہ قصداً قتل کرنے والے ایسے ظالم

وسفاک لوگوں کی ذلت آمیز سزا کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ ﷻ نے وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا (اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا دوزخ ہے کہ مدتوں اس میں رہے گا) فرما کر ان کی درد ناک سزا کی شدّت و حدّت میں کئی گنا اضافہ کر دیا۔

کتنے اَفسوس کا مقام ہے کہ دنیا کو اِحترامِ آدمیت، حرمتِ انسانیت اور محبت و یگانگت کا درس دینے والے مسلمان آج خود نفرت و تصادم، اِفتراق و اِنتشار اور جبر و تشدد کا شکار ہیں۔ دین کے ناقص اور ادھورے فہم کی وجہ سے آج حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ محض فکری و نظریاتی اور اِعتقادی اختلاف کی وجہ سے اپنے مخالفین کو قتل کرنا اور ان کے مال و جان کو تلف کرنا باعثِ اجر و ثواب سمجھا جانے لگا ہے۔ زیرِ نظر کتابچہ میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدّ ظلّہ العالی نے اسی خطرناک فکری مغالطے کے اِزالے کی کامیاب اور قابلِ تحسین کوشش کی ہے۔ یہ کتابچہ حضرت شیخ الاسلام مدّ ظلّہ العالی کے دہشت گردی کے خلاف ضخیم تاریخی فتوے کا ایک اہم باب ہے جس میں آپ نے مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حرمت بیان کرتے ہوئے اِسلام اور جہاد کے نام پر خونِ مسلم سے ہولی کھیلنے والوں کے سفاک چہروں کو نا قابلِ تردید دلائل سے بے نقاب کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ ﷻ مسلمانوں کو باہمی اِتحاد و اِتفاق، محبت و رواداری اور بھائی چارے کی توفیق عطا فرمائے اور جسدِ ملت کو كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ کا عملی پیکر بنائے۔
(آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

(محمد اَفضل قادری)

سینئر رِیسرچ اسکالر، فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ

۱۳ رمضان المبارک، ۱۴۳۱ھ

باب اَوّل

مسلمانوں کے جان و مال کا اِحترام

اِسلام تکریم اِنسانیت کا دین ہے۔ یہ اپنے ماننے والوں کو نہ صرف اَمن و آشتی، تحمل و برداشت اور بقاء باہمی کی تعلیم دیتا ہے بلکہ ایک دوسرے کے عقائد ونظریات اورمکتب ومشرب کا احترام بھی سکھاتا ہے۔ یہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ بلاتفریقِ رنگ ونسل تمام انسانوں کے قتل کی سختی سے ممانعت کرتا ہے۔ اسلام میں کسی انسانی جان کی قدر و قیمت اور حرمت کا اندازہ یہاں سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس نے بغیر کسی وجہ کے ایک فرد کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا ہے۔ اللہ ﷻ نے تکریم انسانیت کے حوالے سے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًام بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا.(۱)

’’جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد (پھیلانے کی سزا) کے (بغیر، ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا۔‘‘

اس آیت مبارکہ میں انسانی جان کی حرمت کا مطلقاً ذکر کیا گیا ہے جس میں عورت یا مرد، چھوٹے بڑے، امیر وغریب حتی کہ مسلم اور غیر مسلم کسی کی تخصیص نہیں کی گئی۔ مدعا یہ ہے کہ قرآن نے کسی بھی انسان کو بلا وجہ قتل کرنے کی نہ صرف سخت ممانعت فرمائی ہے بلکہ اسے پوری انسانیت کا قتل ٹھہرایا ہے۔ جہاں تک قانونِ قصاص وغیرہ میں قتل کی سزا، سزائے موت (capital punishment) ہے، تو وہ انسانی خون ہی کی حرمت وحفاظت کے لئے مقرر کی گئی ہے۔

---

(۱) المائدة، ۵: ۳۲

۱۔ مومن کی حرمت کعبہ کی حرمت سے بھی زیادہ ہے

سیاسی، فکری یا اعتقادی اختلافات کی بنا پر مسلمانوں کی اکثریت (large majority) کو کافر، مشرک اور بدعتی قرار دیتے ہوئے انہیں بے دریغ قتل کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے نزدیک مومن کے جسم و جان اور عزت و آبرو کی اَہمیت کعبۃ اللہ سے بھی زیادہ ہے۔ صاحبِ شریعت حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک مومن کی حرمت کو کعبے کی حرمت سے زیادہ محترم قرار دیا ہے۔ امام ابن ماجہ سے مروی حدیثِ مبارکہ ملاحظہ ہو:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ، وَيَقُولُ: مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ حُرْمَةً مِنْكِ مَالِهِ وَدَمِهِ، وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا. (۱)

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور یہ فرماتے سنا: (اے کعبہ!) تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! مومن کے جان و مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے اور ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہیے۔‘‘

(۱) ۱۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الفتن، باب حرمة دم المؤمن وماله، ۲: ۱۲۹۷، رقم: ۳۹۳۲

۲۔ طبراني، مسند الشاميين، ۲: ۳۹۶، رقم: ۱۵۶۸

۳۔ منذري، الترغيب والترهيب، ۳: ۲۰۱، رقم: ۳۶۷۹

۲۔ مسلمان کی طرف ہتھیار سے محض اشارہ کرنا بھی منع ہے

اَسلحہ کی کھلی نمائش پر بھی پابندی

فولادی اور آتشیں اسلحہ سے لوگوں کو قتل کرنا تو بہت بڑا اِقدام ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اہلِ اِسلام کو اپنے مسلمان بھائی کی طرف اسلحہ سے محض اشارہ کرنے والے کو بھی ملعون و مردود قرار دیا ہے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ، فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ. (۱)

’’تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ کو ڈگمگا دے اور وہ (قتلِ ناحق کے نتیجے میں) جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔‘‘

یہاں اِستعارے کی زبان میں بات کی گئی ہے یعنی ممکن ہے کہ ہتھیار کا اشارہ کرتے ہی وہ شخص طیش میں آ جائے اور غصہ میں بے قابو ہو کر اسے چلا دے۔ اس عمل کی مذمت اور قباحت بیان کرنے کے لئے اسے شیطان کی طرف منسوب کیا گیا ہے تا کہ لوگ اِسے شیطانی فعل سمجھیں اور اس سے باز رہیں۔

۲۔ یہی مضمون ایک اور حدیث میں اِس طرح بیان ہوا ہے:

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلة والآداب، باب النهي عن إشارة بالسلاح، ۴: ۲۰۲۰، رقم: ۲۶۱۷

۲۔ حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۳: ۵۸۷، رقم: ۶۱۷۶

۳۔ بیهقی، السنن الکبری، ۸: ۲۳، الرقم: ۲۶۱۷

مَنْ أَشَارَ إِلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ حَتَّى يَدَعَهُ، وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ.(۱)

''جوشخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت کرتے ہیں جب تک وہ اس اشارہ کو ترک نہیں کرتا خواہ وہ اس کا حقیقی بھائی (ہی کیوں نہ) ہو۔''

۳۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے کسی دوسرے پر اسلحہ تاننے سے ہی نہیں بلکہ عمومی حالات میں اسلحہ کی نمائش کو بھی ممنوع قرار دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولًا.(۲)

''رسول اکرم ﷺ نے ننگی تلوار لینے دینے سے منع فرمایا۔''

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب البر والصلة والآداب، باب النهي عن إشارة بالسلاح، ۴: ۲۰۲۰، رقم: ۲۶۱۶
۲۔ ترمذی، السنن، كتاب الفتن، باب ما جاء في إشارة المسلم إلى أخيه بالسلاح، ۴: ۴۶۳، رقم: ۲۱۶۲
۳۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۲: ۱۷۱، رقم: ۲۶۶۹
۴۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۳: ۲۷۲، رقم: ۵۹۴۴
۵۔ بيهقی، السنن الكبری، ۸: ۲۳، رقم: ۱۵۶۴۹

(۲) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب الفتن، باب ما جاء في النهي عن تعاطي السيف مسلولا، ۴: ۴۶۴، رقم: ۲۱۶۳
۲۔ أبو داود، السنن، كتاب الجهاد، باب ما جاء في النهي أن يتعاطي السيف مسلولا، ۳: ۳۱، رقم: ۲۵۸۸
۳۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۴: ۳۲۲، رقم: ۷۷۸۵
۴۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۳: ۲۷۵، رقم: ۵۹۴۶

ننگی تلوار کے لینے دینے میں جہاں زخمی ہونے کا احتمال ہوتا ہے وہاں اسلحہ کی نمائش سے اِشتعال انگیزی کا بھی خدشہ رہتا ہے۔ اسلام کے دینِ خیر و عافیت اور مذہبِ امن و سلامتی ہونے کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے کھلے بندوں اسلحہ کی نمائش پر پابندی لگا دی، تاکہ نہ تو اسلحہ کی دوڑ شروع ہو اور نہ ہی اس سے کسی کو threat کیا جا سکے۔ مذکورہ حدیث میں لفظ مَسْلُول اِس اَمر کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ ریاست کے جن اداروں کے لیے اسلحہ ناگزیر ہو وہ بھی اس کو غلط استعمال سے بچانے کے لیے foolproof security کے انتظامات کریں۔

درج بالا بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب اسلحہ کی نمائش، دکھاوا اور دوسروں کی طرف اس سے اشارہ کرنا سخت منع ہے تو اس کے بل بوتے پر ایک مسلم ریاست کے نظم اور اتھارٹی کو چیلنج کرتے ہوئے آتشیں گولہ و بارود سے مخلوقِ خدا کے جان و مال کو تلف کرنا کتنا بڑا گناہ اور ظلم ہوگا!

۳۔ دورانِ جنگ کسی شخص کے اِظہارِ اسلام کے بعد اُس کے قتل کی ممانعت

اِسلام دورانِ جنگ بھی اسلامی لشکر کو اِنتہائی احتیاط کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ دنیا کی تمام اقوام کے ہاں یہ قول مشہور ہے کہ جنگ اور محبت میں ہر چیز جائز ہوتی ہے۔ مگر پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت و سنت سے ہمیں جنگ کے اضطرابی اور حساس لمحات میں بھی احتیاط اور عدل سے کام لینے کا سبق ملتا ہے۔ درج ذیل حدیث مبارکہ میں ہمیں یہ تعلیم ملتی ہے کہ قتل کے خوف سے ہی سہی، جب ایک شخص نے کلمہ پڑھ کر اظہار اِسلام کر دیا تو اس کے قتل پر بھی حضور ﷺ نے سخت اِظہارِ ناراضگی فرمایا، چہ جائے کہ کلمہ گو مسلمان اور اہل علم حضرات صرف اس لیے قتل کر دیے جائیں کہ وہ باغی گروہ کے انتہاء پسندانہ نظریات سے اختلاف رکھتے ہیں۔ حدیث ملاحظہ کریں:

۱۔ حضرت اُسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِلَی الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ، فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ، فَهَزَمْنَاهُمْ، وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ، فَلَمَّا غَشِيْنَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ، وَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتّٰی قَتَلْتُهُ. قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا، بَلَغَ ذَالِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لِي: يَا أُسَامَةُ، أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا. قَالَ: فَقَالَ: أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ؟ قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰی تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذَالِكَ الْيَوْمِ. (۱)

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جہاد کے لیے مقام حُرقہ کی طرف روانہ کیا جو قبیلہ جُہینہ کی ایک شاخ ہے۔ ہم صبح وہاں پہنچ گئے اور (شدید لڑائی کے بعد) انہیں شکست دے دی۔ میں نے اور ایک انصاری صحابی نے مل کر اس قبیلہ کے ایک شخص کو گھیر لیا، جب ہم اس پر غالب آ گئے تو اس نے کہا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ۔ انصاری تو (اس کی زبان سے) کلمہ سن کر الگ ہو گیا لیکن میں نے نیزہ مار کر اسے ہلاک کر ڈالا۔ جب ہم واپس آئے تو حضور نبی اکرم ﷺ کو بھی اس واقعہ کی خبر ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے اسامہ! تم نے اسے کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کیا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھا تھا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: تم نے اسے کلمہ پڑھنے کے

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب المغازي، باب بعث النّبيّ ﷺ أسامة بن زيد إلى الحرقات من جهينة، ۴: ۱۵۵۵، رقم: ۴۰۲۱

۲۔ بخاری، كتاب الديات، باب قول الله تعالی: ومن أحياها، ۶: ۲۵۱۹، رقم: ۶۴۷۸

۳۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۱: ۵۶، رقم: ۴۷۵۱

باوجود قتل کیا؟ حضور ﷺ مسلسل یہ کلمات دہرا رہے تھے اور میں افسوس کر رہا تھا کہ کاش آج سے پہلے میں اِسلام نہ لایا ہوتا۔‘‘

امام مسلمؒ نے یہ حدیث ان الفاظ سے روایت کی ہے:

فَدَعَاهُ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: لِمَ قَتَلْتَهُ؟ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَوْجَعَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ، وَقَتَلَ فُلَانًا وَفُلَانًا، وَسَمَّى لَهُ نَفَرًا. وَإِنِّي حَمَلْتُ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَأَى السَّيْفَ، قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَقَتَلْتَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ: قَالَ: فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، اسْتَغْفِرْ لِي. قَالَ: وَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: فَجَعَلَ لَا يَزِيْدُهُ عَلَى أَنْ يَقُوْلَ: كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟[1]

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو طلب کر کے دریافت فرمایا: تم نے اسے کیوں قتل کیا؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے مسلمانوں کو تکلیف دی۔ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام لے کر بتایا کہ اس نے فلاں فلاں کو شہید کیا تھا۔ میں نے اس پر حملہ کیا جب اس نے تلوار دیکھی تو فوراً کہا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے قتل کر دیا؟ عرض کیا: جی حضور! فرمایا: جب روزِ قیامت لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا کلمہ آئے گا تو تم اس کا کیا جواب دو گے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے لئے استغفار کیجیے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: جب روزِ قیامت لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا کلمہ آئے گا تو تم اس کا کیا جواب دو گے؟ حضور نبی اکرم ﷺ مسلسل یہی کلمات دہراتے رہے کہ جب قیامت کے دن لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا کلمہ آئے گا تو تم اس کا کیا جواب دو گے؟‘‘

---

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب تحريم قتل الكافر بعد أن قال: لَا إله إلا الله، ۱: ۹۷، رقم: ۹۴-۹۷

۲۔ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ فَقَاتَلَنِي فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ، فَقَطَعَهَا، ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ، فَقَالَ: أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ، أَفَأَقْتُلُهُ يَا رَسُولَ اللهِ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا تَقْتُلْهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهُ قَدْ قَطَعَ يَدِي، ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ قَطَعَهَا أَفَأَقْتُلُهُ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ، وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ.(۱)

''یا رسول اللہ! یہ فرمائیے کہ اگر (میدان جنگ میں) کسی کافر سے میرا مقابلہ ہو اور وہ میرا ہاتھ کاٹ ڈالے اور پھر جب وہ میرے حملہ کی زد میں آئے تو ایک درخت کی پناہ میں آ کر کہہ دے: أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ (میں اللہ کے لیے مسلمان ہو گیا)، تو کیا میں اس شخص کو اس کے کلمہ پڑھنے کے بعد قتل کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اس کو قتل نہیں کر سکتے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے میرا ہاتھ کاٹنے کے بعد کلمہ پڑھا ہے تو کیا میں اس کو قتل نہیں کر سکتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس کو قتل نہیں کر سکتے، اگر تم نے اس کو قتل کر دیا تو وہ اس درجہ پر ہوگا جس پر تم اس کو قتل کرنے سے پہلے تھے (یعنی حق پر) اور تم اس درجہ پر ہوگے جس درجہ پر وہ کلمہ پڑھنے سے پہلے تھا (یعنی کفر پر)۔''

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب المغازي، باب شهود الملائكة بدراً، ۴: ۱۴۷۴، الرقم: ۳۷۹۴

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب تحريم قتل الكافر بعد أن قال لا إله إلا الله، ۱: ۹۵، الرقم: ۹۵

پُراَمن شہریوں اور مسلمانوں کا قتلِ عام کرنے والے ظالم اور سفاک دہشت گردوں کو اپنے جارحانہ رویوں اور ظالمانہ نظریات پر ان فرامینِ رسول ﷺ کی روشنی میں ضرور غور کرنا چاہیے کہ جب حالت جنگ میں موت کے ڈر سے کلمہ پڑھنے والے دشمن کو بھی امان حاصل ہے اور اس کا قتل بھی سخت منع ہے تو کلمہ گو مسلمانوں کو مسجدوں، دفتروں، تعلیمی اداروں اور بازاروں میں قتل کرنا کتنا بڑا جرم ہوگا؟

۴۔ فتنہ پروروں سے ہمدردی اور تعاون کی ممانعت

دہشت گردوں اور قاتلوں کو معاشرے میں سے افرادی، مالی اور اخلاقی قوت کے حصول سے محروم کرنے اور انہیں isolate کرنے کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کی ہر قسم کی مدد واعانت سے کلیتاً منع فرمایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مومن کے قتل میں معاونت کرے گا وہ رحمت الٰہی سے محروم ہو جائے گا۔ فرمانِ رسول ﷺ ہے:

مَنْ أَعَانَ عَلَى قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ، لَقِيَ اللهَ عزوجل مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ. (۱)

’’جس شخص نے چند کلمات کے ذریعہ بھی کسی مومن کے قتل میں کسی کی مدد کی تو وہ اللہ عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر لکھا ہوگا: آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس شخص)۔‘‘

اس حدیث کے مضمون میں یہ صراحت موجود ہے کہ نہ صرف ایسے ظالموں کی

(۱) ۱۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الديات، باب التغليظ في قتل مسلم ظلمًا، ۲: ۸۷۴، رقم: ۲۶۲۰
۲۔ ربيع، المسند، ۱: ۳۶۸، رقم: ۹۶۰
۳۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۸: ۲۲، رقم: ۱۵۶۴۶

ہر طرح کی مالی و جانی معاونت منع ہے بلکہ بِشَطْرِ کَلِمَۃٍ (چند کلمات) کے الفاظ یہ بھی واضح کر رہے ہیں کہ تقریر یا تحریر کے ذریعے ایسے امن دشمن عناصر کی مدد یا حوصلہ افزائی کرنا بھی سخت مذموم ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش سے محرومی کا سبب ہے۔ اس میں دہشت گردوں کے ماسٹر مائنڈ طبقات کے لئے سخت تنبیہ ہے جو کم فہم لوگوں کو آیات و احادیث کی غلط تاویلیں کرکے انہیں ''جنت کی بشارت'' دے کر سول آبادیوں کے قتل پر آمادہ کرتے ہیں۔

۵۔ مساجد پر حملے کرنے والے سب سے بڑے ظالم ہیں

اِعتقادی، فکری یا سیاسی اِختلافات کی بنیاد پر مخالفین کی جان و مال یا مقدس مقامات پر حملے کرنا نہ صرف غیر اسلامی بلکہ غیر انسانی فعل بھی ہے۔ خودکش حملوں اور بم دھماکوں کے ذریعے اللہ کے گھروں کا تقدس پامال کرنے والے اور وہاں لوگوں کی قیمتی جانیں تلف کرنے والے ہرگز نہ تو مومن ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ہدایت یافتہ۔ مسجدوں میں خوف و ہراس کے ذریعے اللہ کے ذکر سے روکنے اور انہیں اپنی دہشت گردانہ کارروائیوں کے ذریعے ویران کرنے والوں کو قرآن نے نہ صرف سب سے بڑا ظالم قرار دیا ہے، بلکہ انہیں دنیا و آخرت میں ذلت آمیز عذاب کی وعید بھی سنائی ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○[1]

''اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اس کے نام کا ذکر کیے جانے سے روک دے اور انہیں ویران کرنے کی کوشش کرے، انہیں ایسا کرنا مناسب نہ تھا کہ مسجدوں میں داخل ہوتے مگر ڈرتے ہوئے، ان کے

(۱) البقرة، ۲: ۱۱۴

لیے دنیا میں (بھی) ذلّت ہے اور ان کے لیے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہے o‘‘

ایک اور مقام پر اللہ تعالی نے واضح طور پر فرما دیا ہے کہ اللہ کی مسجدیں صرف وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور وہی ہدایت یافتہ ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مساجد اور عبادت گاہوں کو آباد کرنے کی بجائے اُن پر حملہ کرنے والے نہ تو یوم حساب پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ہی وہ مومن ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللهَ قف فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَo (۱)

’’اللہ کی مسجدیں صرف وہی آباد کر سکتا ہے جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان لایا اور اس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور اللہ کے سوا (کسی سے) نہ ڈرا۔ سو امید ہے کہ یہی لوگ ہدایت پانے والوں میں ہو جائیں گےo‘‘

مساجد و مزارات اور دیگر مقدس مقامات کی بے حرمتی کرنے والے دہشت گردوں کے احوال و ظروف اور مجالست و مصاحبت کا تنقیدی جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ان کا ذہنی و فکری اِرتقاء نہایت ہی تنگ نظری کے ماحول میں ہوتا ہے۔ اس تنگ نظری سے اِنتہا پسندی (extremism) جنم لیتی ہے، انتہا پسندی انسان کو جارحیت (aggression) پر اُکساتی ہے اور پھر جارحیت کا منطقی نتیجہ دہشت گردی (terrorism) کی بھیانک صورت میں رُونما ہوتا ہے۔ نفرت وتعصب اور جبر وتشدد کے اس مقام پر انسان کے اندر سے اعتدال وتوازن (moderation) اور تحمل و برداشت (tolerance) کی صلاحیتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ جب انسان ثُمَّ قَسَتْ

(۱) التوبة، ۹: ۱۸

قُلُوبُكُم مِّنۢ بَعۡدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَٱلۡحِجَارَةِ (۱) کا مصداق بن کر سنگ دلی اور شقاوت و بدبختی کی انتہا کو پہنچتا ہے تو پھر اِس سے بازاروں، مارکیٹوں، عوامی مقامات اور درس گاہوں میں موجود لوگوں کو قتل کرنے سے لے کر مساجد میں مشغولِ عبادت لوگوں کی جانیں لینے اور مساجد کو تاخت و تاراج کرنے تک کچھ بھی بعید نہیں ہوتا۔ ایسے اقدامات کرنے والوں کا اسلام سے کیا تعلق و واسطہ ہے! اگر ان میں خوفِ خدا اور فکرِ آخرت کا ایک ذرہ بھی ہوتا تو کم اَز کم ان کی وحشت و بربریت سے مساجد اور نمازی تو محفوظ رہتے۔ لہٰذا ان کا مساجد تک کو نشانہ بنانے کا اقدام اِس اَمر کا بیّن ثبوت ہے کہ ان کا اسلام جیسے پُر اَمن اور سلامتی و عافیت والے دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۱) ''پھر اس کے بعد (بھی) تمہارے دل سخت ہوگئے چنانچہ وہ (سختی میں) پتھروں جیسے (ہو گئے)o''(۱)

(۱) البقرة، ۲: ۷۴

بابِ دوم

مسلمانوں کو اَذیت دینے اور قتل کرنے کی سزا

۱۔ ایک مومن کا قتل پوری دنیا کی تباہی سے بڑا گناہ ہے

اپنے گھناؤنے اور ناپاک مقاصد کے حصول کے لیے عام شہریوں اور پُر امن انسانوں کو بے دریغ قتل کرنے والوں کا دین اِسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ دین جو حیوانات و نباتات تک کے حقوق کا خیال رکھتا ہے وہ اَولادِ آدم کے قتل عام کی اِجازت کیسے دے سکتا ہے! اِسلام میں ایک مومن کی جان کی حرمت کا اندازہ یہاں سے لگالیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک مومن کے قتل کو پوری دنیا کے تباہ ہونے سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ اِس حوالے سے چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ. (۱)

”حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان شخص کے قتل سے پوری دنیا کا ناپید (اور تباہ) ہو جانا ہلکا (واقعہ) ہے۔“

۲۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: قَتْلُ

(۱) ۱۔ ترمذي، السنن، کتاب الديات، باب ما جاء في تشديد قتل المؤمن، ۴: ۱۶، رقم: ۱۳۹۵

۲۔ نسائي، السنن، کتاب تحريم الدم، باب تعظيم الدم، ۷: ۸۲، رقم: ۳۹۸۷

۳۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الديات، باب التغليظ في قتل مسلم ظلما، ۲: ۸۷۴، رقم: ۲۶۱۹

الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا. (۱)

’’حضرت عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنیا کے برباد ہونے سے بڑا ہے۔‘‘

۳۔ ایک روایت میں کسی بھی شخص کے قتلِ ناحق کو دنیا کے مٹ جانے سے بڑا حادثہ قرار دیا گیا ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لَزَوَالُ الدُّنْيَا جَمِيْعًا أَهْوَنُ عِنْدَ اللهِ مِنْ سَفْكِ دَمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ. (۲)

’’حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری کائنات کا ختم ہو جانا بھی کسی شخص کے قتلِ ناحق سے ہلکا ہے۔‘‘

اِن روایات سے متحقق ہوتا ہے کہ ایک جان کو ناحق تلف کرنے والوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اُنہوں نے ایک نفس کو نہیں بلکہ پوری کائنات کی حُرمت پر حملہ کیا ہے، اور اس کا گناہ اس طرح ہے جیسے کسی نے پوری کائنات کو تباہ کر دیا ہے۔

---

(۱) ۱۔ نسائي، السنن، کتاب تحريم الدم، باب تعظيم الدم، ۷: ۸۲، ۸۳، رقم: ۳۹۸۸-۳۹۹۰
۲۔ طبراني، المعجم الصغير، ۱: ۳۵۵، رقم: ۵۹۴
۳۔ بيهقي، السنن الکبری، ۸: ۲۲، رقم: ۱۵۶۴۷
امام طبرانی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

(۲) ۱۔ ابن أبي الدنيا، الأهوال: ۱۹۰، رقم: ۱۸۳
۲۔ ابن أبي عاصم، الديات: ۲، رقم: ۲
۳۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۴: ۳۴۵، رقم: ۵۳۴۴

۲۔ انسانی جان کا قتل مثلِ کفر ہے

عقائد میں اہلِ سنت کے اِمام ابو منصور ماتریدی آیت مبارکہ - مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ - کے ذیل میں انسانی قتل کو کفر قرار دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

من استحل قتل نفس حَرَّمَ الله قتلها بغير حق، فكأنّما استحل قتل الناس جميعًا، لأنه يكفر باستحلاله قتل نفس محرم قتلها، فكان كاستحلال قتل الناس جميعًا، لأن من كفر بآية من كتاب الله يصير كافرًا بالكل. ...... وتحتمل الآية وجهًا آخر، وهو ما قيل: إنه يجب عليه من القتل مثل ما أنه لو قتل الناس جميعًا. ووجه آخر: أنه يلزم الناس جميعا دفع ذلك عن نفسه ومعونته له، فإذا قتلها أو سعى عليها بالفساد، فكأنما سعى بذلك على الناس كافة. ...... وهذا يدل أن الآية نزلت بالحكم في أهل الكفر وأهل الإسلام جميعاً، إذا سعوا في الأرض بالفساد.(۱)

’’جس نے کسی ایسی جان کا قتل حلال جانا جس کا ناحق قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر رکھا ہے، تو گویا اس نے تمام لوگوں کے قتل کو حلال جانا، کیونکہ ایسی جان جس کا قتل حرام ہے، **وہ شخص اس کے قتل کو حلال سمجھ کر کفر کا مرتکب ہوا** ہے، وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے تمام لوگوں کے قتل کو حلال جانا، کیونکہ جو شخص کتاب اللہ کی ایک آیت کا انکار کرتا ہے وہ پوری کتاب کا انکار کرنے والا ہے۔ ...... یہ آیت ایک اور توجیہ کی بھی حامل ہے اور وہ یہ کہ کہا گیا ہے کہ کسی جان کے قتل کو حلال جاننے والے پر تمام لوگوں کے قتل کا گناہ لازم آئے گا (کیونکہ عالم انسانیت کے ایک فرد کو قتل کرکے گویا اس نے پوری انسانیت پر حملہ

(۱) أبو منصور الماتُريدی، تأويلات أهل السنة، ۳: ۵۰۱

کیا ہے)۔ ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ تمام لوگوں پر لازم ہے کہ اجتماعی کوشش کے ساتھ اس جان کو قتل سے بچائیں اور اس کی مدد کریں۔ پس جب وہ اس کو قتل کر کے فساد بپا کرنے کی کوشش کرے گا تو گویا وہ پوری انسانیت پر فساد بپا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ...... اور یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ یہ آیت اس حکم کے ساتھ تمام اہل کفر اور اہل اسلام کے لئے نازل ہوئی ہے جبکہ وہ فساد فی الارض کے لئے سرگرداں ہو۔‘‘

علامہ ابو حفص الحنبلی اپنی تفسیر اللباب في علوم الکتاب میں اللہ تعالیٰ کے فرمان فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا کی تفسیر میں ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیتے ہوئے مختلف ائمہ کے اقوال نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

۱۔ قال مُجَاهِد: من قتل نَفْساً محرَّمة يَصْلَى النَّار بقتلها، كما يصلاها لو قتل النَّاس جميعاً،

۲۔ وقال قتادة: أَعْظَم الله أجرَهَا وعظَّم وزرَها، معناه: من استَحَلَّ قتل مُسْلِمٍ بغير حَقّه، فكأنّما قتل النَّاس جميعاً،

۳۔ وقال الحسن: ﴿فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾، يعني: أنّه يَجِبُ عليه من القِصَاص بِقَتْلِهَا، مثل الذي يجب عليه لو قتل النَّاسَ جَمِيعًا.

قوله تعالى: ﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْيُصَلَّبُوْٓا اَوْتُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْامِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ

فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ○﴾.(۱)

وقوله: ﴿يُحَارِبُون اللّٰه﴾، أي: يُحَارِبُون أولِيَاءه كذا قدَّرَه الجمهور.

وقال الزَّمَخْشَرِيُّ: ”يُحَارِبُون رسول الله، ومحاربة المُسْلِمِين في حكم مُحَارَبَتِه.“

نزلت هذه الآية في قطَّاع الطَّرِيق من المُسْلِمين (وهذا قول أكثر الفقهاء.(۲)

أنَّ قوله تعالى: ﴿الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا﴾ يتناول كل من يُوصَف بهذه سواءً كان مُسْلِمًا أو كافراً، ولا يُقالَ: الآية نزلت في الكُفَّار، لأن العبرة بعُمُوم اللَّفْظ لا خُصوص السَّبَب، فإن قيل: المُحَارِبُون هم الذين يَجْتَمِعُون ولهم مَنَعَةٌ، ويَقصدون المُسْلِمِين في أرواحهم ودِمَائهم، واتَّفَقُوا على أنّ هذه الصِّفَة إذا حصلت في الصَّحراء كانوا قُطَّاع الطَّريق، وأما إن حصلت في الأمصار، فقال الأوزَاعِيُّ ومالِكٌ واللَّيْثُ بن سَعْد والشَّافِعِيُّ: هم أيضاً قُطَّاع الطَّريق، هذا الحدُّ عليهم، قالوا: وإنّهم في المُدُن يكونون أعظَم ذَنْباً فلا أقَلّ من المساواة، واحتجوا بالآية وعمومها،

(۱) المائدة، ۵: ۳۳، ۳۴

(۲) ۱۔ بغوی، معالم التنزیل، ۲: ۳۳
۲۔ رازی، التفسیر الکبیر، ۱۱: ۱۶۹

و لأنّ هذا حدّ فلا يختلف كسائر الحدود. [1]

’’۱۔ حضرت مجاہد نے فرمایا: جس شخص نے ایک جان کو بھی ناحق قتل کیا تو وہ اس قتل کے سبب دوزخ میں جائے گا، جیسا کہ وہ تب دوزخ میں جاتا اگر وہ ساری انسانیت کو قتل کر دیتا (یعنی اس کا عذابِ دوزخ ایسا ہو گا جیسے اس نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا ہو)۔

۲۔ حضرت قتادہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا بڑھا دی ہے اور اس کا بوجھ عظیم کر دیا ہے یعنی جو شخص ناحق کسی مسلمان کے قتل کو حلال سمجھتا ہے گویا وہ تمام لوگوں کو قتل کرتا ہے۔

۳۔ حضرت حسن بصریؒ نے ﴿فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ (جس نے ناحق ایک جان کو قتل کیا) اس پر اس کے قتل کا قصاص واجب ہوگا، اس شخص کی مثل جس پر تمام انسانیت کو قتل کرنے کا قصاص واجب ہو۔ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد انگیزی کرتے پھرتے ہیں (یعنی مسلمانوں میں خونریز رہزنی اور ڈاکہ زنی وغیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں) ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کیے جائیں یا پھانسی دیے جائیں یا ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹے جائیں یا (وطن کی) زمین (میں چلنے پھرنے) سے دور (یعنی ملک بدر یا قید) کر دیے جائیں۔ یہ (تو) ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہےo مگر جن لوگوں نے، قبل اس کے کہ تم ان پر قابو پا جاؤ، توبہ کرلی سو جان لو کہ اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہےo﴾

’’اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿يُحَارِبُوْنَ اللهَ﴾ سے مراد ہے: يحاربون أولياءه (وہ

(۱) أبو حفص الحنبلي، اللباب في علوم الكتاب، ۷: ۳۰۱

اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے جنگ کرتے ہیں)۔ یہی معنی جمہور نے بیان کیا ہے۔ اور علامہ زمخشری نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے جنگ کرتے ہیں؛ اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنا دراصل حضور نبی اکرم ﷺ ہی کے ساتھ جنگ کے حکم میں ہے۔

''یہ آیت - ﴿إِنَّمَا جَزَآؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللهَ﴾ - مسلمان راہزنوں کے بارے میں اتری ہے، اور یہ اکثر فقہاء کا قول ہے۔

''اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہر وہ شخص شامل ہے جو ان صفات سے متصف ہو خواہ وہ مسلم ہو یا کافر۔ یہ نہیں کہا جائے گا کہ یہ آیت کفار کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ اعتبار لفظ کے عموم کا ہوگا نہ سبب کے خاص ہونے کا۔ اور اگر کہا جائے کہ محاربون وہ ہیں جو مجتمع ہوتے ہیں اور ان کے پاس طاقت وقوت بھی ہوتی ہے اور وہ مسلمانوں کی جانوں کا قصد کرتے ہیں تو فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر یہ وصف صحراء میں پایا جائے تو ایسے لوگ راہزن کہلائیں گے، اور اگر دہشت گردی وقتل و غارت گری کا یہ عمل شہروں میں پایا جائے تو امام اوزاعی، مالک، لیث بن سعد اور شافعی کا قول ہے کہ وہ (قاتل ہونے کے علاوہ) راہزن اور ڈاکو بھی ہیں، ان پر بھی یہی حد ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر وہ شہروں میں ہوں تو ان کا گناہ بہت ہی زیادہ ہو جائے گا۔''

کسی ایک مومن کو قصداً قتل کرنے والے کی ذلت آمیز سزا کا اندازہ یہاں سے لگا لیں کہ اللہ ﷻ نے ایک ہی آیت میں نہ صرف ایسے قاتل کے لیے دوزخ کی سزا کا ذکر کیا ہے بلکہ **خَالِدًا**، **غَضِبَ**، **لَعَنَهٗ** اور **عَذَابًا عَظِيْمًا** فرما کر اس کی شدّت و حدّت میں کئی گنا اضافہ کر دیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا(۱)

(۱) النساء، ۴: ۹۳

’’اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا دوزخ ہے کہ مدتوں اس میں رہے گا اور اس پر اﷲ غضب ناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور اس نے اس کے لیے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے٥‘‘

۳۔ مسلمانوں کا قتلِ عام کفریہ فعل ہے

حضور نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کا خون بہانے، اُنہیں قتل کرنے اور فتنہ و فساد برپا کرنے کو نہ صرف کفر قرار دیا ہے بلکہ اِسلام سے واپس کفر کی طرف پلٹ جانا قرار دیا ہے۔ اسے اصطلاحِ شرع میں ارتداد کہتے ہیں۔

امام بخاری حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا تَرْتَدُّوْا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.(۱)

’’تم میرے بعد ایک دوسرے کو قتل کرنے کے سبب کفر کی طرف نہ لوٹ جانا۔‘‘

گویا کلمہ گو مسلمانوں کا آپس میں قتل عام صریح کفریہ عمل ہے جسے ارتداد سے لفظی مماثلت دی گئی ہے۔

۴۔ قتل، شرک کی طرح ظلم عظیم ہے

حافظ ابن کثیر (م۷۷۴ھ) آیت **وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا**(۲) کی تفسیر میں قتلِ عمد کو گناہِ عظیم اور معصیتِ کبریٰ قرار دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ناحق کسی مسلمان

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ: لا ترجعوا بعدي كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض، ۶: ۲۵۹۴، رقم: ۶۶۶۸
۲۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۴: ۲۶۹، رقم: ۴۱۶۶

(۲) النساء، ۴: ۹۳

کو قتل کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اللہ ﷻ نے اسے شرک جیسے ظلمِ عظیم کے ساتھ ملا کر بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

وهذا تهديد شديد ووعيد أكيد لمن تعاطى هذا الذنب العظيم، الذى هو مقرون بالشرك بالله فى غير ما آية فى كتاب الله، حيث يقول سبحانه فى سورة الفرقان: ﴿وَالَّذِينَ لا يَدْعُونَ مَعَ اللهِ إِلَهًا آخَرَ وَلا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِى حَرَّمَ اللهُ إِلا بِالْحَقِّ وَلا يَزْنُونَ﴾.[1] وقال تعالى: ﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ إلى أن قال: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِى حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾[2].[3]

’’اس (قتل عمد جیسے) گناہ عظیم کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے یہ شدید دھمکی اور مؤکد وعید ہے کہ قتل عمد کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ شرک جیسے گناہ کے ساتھ ملا کر بیان کیا گیا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سورۂ فرقان میں ارشاد فرمایا ہے: ﴿اور یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی پوجا نہیں کرتے اور نہ ہی کسی ایسی جان کو قتل کرتے ہیں جسے بغیر حق مارنا اللہ نے حرام فرمایا ہے اور نہ ہی بدکاری کرتے ہیں۔﴾ اور ارشاد فرمایا: ﴿فرما دیجئے! آؤ میں وہ چیزیں پڑھ کر سنا دوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں (وہ) یہ کہ تم اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ ...... اور اس جان کو قتل نہ کرو جسے (قتل کرنا) اللہ نے حرام کیا ہے بجز حق (شرعی) کے۔ یہی وہ امور ہیں جن کا اس نے تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔﴾‘‘

---

(۱) الفرقان، ۲۵: ۶۸

(۲) الأنعام، ۶: ۱۵۱

(۳) ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۱: ۵۳۵

حضور نبی اکرم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر انسانی جان و مال کے تلف کرنے اور قتل و غارت گری کی خرابی و ممانعت سے آگاہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، إِلَى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ. أَلَا، هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا: نَعَمْ. قَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ، فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. (۱)

’’بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اِسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اِس دن کی حرمت تمہارے اِس مہینے میں اور تمہارے اِس شہر میں (مقرر کی گئی) ہے اُس دن تک جب تم اپنے رب سے ملو گے۔ سنو! کیا میں نے تم تک (اپنے رب کا) پیغام پہنچا دیا؟ لوگ عرض گزار ہوئے: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! گواہ رہنا۔ اب چاہیے کہ (تم میں سے ہر) موجود شخص اِسے غائب تک پہنچا دے کیونکہ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں کہ جن تک بات پہنچائی جائے تو وہ سننے والے سے زیادہ یاد رکھتے ہیں (اور سنو!) میرے بعد ایک دوسرے کو قتل کرکے کافر نہ ہو جانا۔‘‘

---

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الحج، باب الخطبة أيام منى، ۲: ۶۲۰، رقم: ۱۶۵۴

۲۔ بخاري، كتاب العلم، باب قول النبي ﷺ: رب مبلغ أوعى من سامع، ۱: ۳۷، رقم: ۶۷

۳۔ مسلم، الصحيح، كتاب القسامة والمحاربين والقصاص والديات، باب تغليظ تحريم الدماء والأعراض والأموال، ۳: ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، رقم: ۱۶۷۹

اس متفق علیہ حدیث مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ نے صراحتاً یہ فیصلہ صادر فرما دیا کہ جو لوگ آپس میں خون خرابہ کریں گے، فتنہ و فساد اور دہشت گردی کی وجہ سے ایک دوسرے پر اسلحہ اٹھائیں گے اور مسلمانوں کا خون بہائیں گے وہ مسلمان نہیں بلکہ کفر کے مرتکب ہیں۔ **لہٰذا انتہا پسندوں اور دہشت گردوں کے جبر و تشدد کو حضور ﷺ نے فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِي كُفَّارًا فرما کر کفر قرار دے دیا۔**

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے مومن کے قاتل کی سزا جہنم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَأَهْلَ الْأَرْضِ اشْتَرَكُوْا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ لَأَكَبَّهُمُ اللهُ فِي النَّارِ.(۱)

’’اگر تمام آسمانوں و زمین والے کسی ایک مومن کے قتل میں شریک ہو جائیں تب بھی یقیناً اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں جھونک دے گا۔‘‘

۵۔ خون خرابہ تمام جرائم سے بڑا جرم ہے

قتل و غارت گری، خون خرابہ، فتنہ و فساد اور ناحق خون بہانا اِتنا بڑا جرم ہے کہ قیامت کے دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ ایسے مجرموں کو سب سے پہلے بے نقاب کرکے کیفرِ کردار تک پہنچائے گا۔

۱۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے خونریزی کی شدت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

---

(۱) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب الديات، باب الحكم في الدماء، ۴: ۱۷، رقم: ۱۳۹۸

۲۔ ربيع، المسند، ۱: ۲۹۲، رقم: ۷۵۷

۳۔ ديلمي، مسند الفردوس، ۳: ۳۶۱، رقم: ۵۰۸۹

أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ.(۱)

’’قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون ریزی کا فیصلہ سنایا جائے گا۔‘‘

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم نے باہمی خون خرابہ اور لڑائی جھگڑے کے تباہ کن نتائج سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا کہ قتل وغارت گری اتنا بڑا جرم ہے کہ اگر کوئی فرد یا طبقہ اس میں ایک مرتبہ ملوث ہو جائے تو پھر اسے اس سے نکلنے کا راستہ نہیں ملے گا۔ امام بخاری کی روایت کردہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

إِنَّ مِنْ وَرَطَاتِ الْأُمُوْرِ الَّتِي لَا مَخْرَجَ لِمَنْ أَوْقَعَ نَفْسَهُ، فِيْهَا سَفْكَ الدَّمِ الْحَرَامِ بِغَيْرِ حِلِّهِ. (۲)

’’ہلاک کرنے والے وہ اُمور ہیں جن میں پھنسنے کے بعد نکلنے کی کوئی سبیل نہ ہو، اِن میں سے ایک بغیر کسی جواز کے حرمت والا خون بہانا بھی ہے۔‘‘

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنہ و فساد

---

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الديات، باب ومن يقتل مؤمنا متعمدا، ۶: ۲۵۱۷، رقم: ۶۴۷۱

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب القسامة والمحاربين والقصاص والديات، باب المجازاة بالدماء في الآخرة وأنها أول ما يقضى فيه بين الناس يوم القيامة، ۳: ۱۳۰۴، رقم: ۱۶۷۸

۳۔ نسائي، السنن، كتاب تحريم الدم، باب تعظيم الدم، ۷: ۸۳، رقم: ۳۹۹۴

۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۴۴۲

(۲) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الديات، باب ومن قتل مؤمنا متعمدًا فجزاؤه جهنم، ۶: ۲۵۱۷، رقم: ۶۴۷۰

۲۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۸: ۲۱، رقم: ۱۵۶۳۷

کے ظہور، خون خرابہ اور کثرت سے قتل و غارت گری سے لوگوں کو خبردار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعِلْمُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّمَا هُوَ؟ قَالَ: الْقَتْلُ، الْقَتْلُ. (۱)

’’زمانہ قریب ہوتا جائے گا، علم گھٹتا جائے گا، بخل پیدا ہو جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے اور ہرج کی کثرت ہو جائے گی۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! ہرج کیا ہے؟ فرمایا کہ قتل، قتل (یعنی ہرج سے مراد ہے: کثرت سے قتلِ عام)۔‘‘

۴۔ جب ایک مرتبہ پُرامن شہریوں اور سول آبادیوں کو ظلم و ستم، جبر و تشدد اور وحشت و بربریت کا نشانا بنایا جائے اور معاشرے کی دیگر مذہبی و سیاسی شخصیات کی محض فکری و نظریاتی اختلاف کی بنا پر target killing کی جائے تو اس دہشت گردی کا منطقی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ سماج افراتفری، نفسانفسی، بد امنی اور لڑائی جھگڑے کی آماج گاہ بن جاتا ہے۔ انہی گھمبیر اور خطرناک حالات کی طرف امام ابو داؤد سے مروی درج ذیل حدیث مبارکہ اشارہ کرتی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ: كُنَّا قُعُودًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ الْفِتَنَ، فَأَكْثَرَ فِي ذِكْرِهَا حَتَّى ذَكَرَ فِتْنَةَ الْأَحْلَاسِ. فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا فِتْنَةُ الْأَحْلَاسِ؟ قَالَ: هِيَ هَرَبٌ وَحَرْبٌ. (۲)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الفتن، باب ظهور الفتن، ۶: ۲۵۹۰، الرقم: ۶۶۵۲

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الفتن وأشراط الساعة، باب إذا تواجه المسلمان بسيفيهما، ۴: ۲۲۱۵، الرقم: ۱۵۷

(۲) أبوداود، السنن، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن، ۴: ۹۴، رقم: ۴۲۴۲

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے فتنوں کا ذکر فرمایا۔ پس کثرت سے ان کا ذکر کرتے ہوئے فتنہ احلاس کا ذکر فرمایا۔ کسی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! فتنہ احلاس کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ افراتفری، فساد انگیزی اور قتل و غارت گری ہے۔‘‘

۶۔ مسلمانوں کو (بم دھماکوں یا دیگر طریقوں سے) جلانے والے جہنمی ہیں

سورۃ البروج کی آیت نمبر دس (۱۰) - اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِo (بے شک جن لوگوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اذیت دی پھر توبہ (بھی) نہ کی تو ان کے لیے عذابِ جہنم ہے اور ان کے لیے (بالخصوص) آگ میں جلنے کا عذاب ہےo) - کی تفسیر میں بعض مفسرین نے فتنے میں مبتلا کرنے سے آگ میں جلانا بھی مراد لیا ہے۔ اس معنی کی رُو سے خودکش حملوں، بم دھماکوں اور بارود سے عامۃ الناس کو خاکستر کر دینے والے فتنہ پرور لوگ عذابِ جہنم کے مستحق ہیں۔ مفسرین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ وقال ابن عباس ومقاتل: ﴿فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ حرقوهم بالنار.(۱)

’’حضرت ابن عباس اور مقاتل نے فرمایا: فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ کا مطلب ہے: (ان فتنہ پروروں نے) انہیں (یعنی مومنین کو) آگ سے جلا ڈالا۔‘‘

۲۔ وأخرج عبد بن حميد وابن المنذر عن قتادة ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾ قال: حرقوا.(۲)

(۱) رازی، التفسير الكبير، ۳۱: ۱۱۱
(۲) سيوطي، الدر المنثور، ۸: ۴۶۶

''عبد بن حمید اور ابن منذر حضرت قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾ کا معنی آگ سے جلا کر ہلاک کر دینا ہے۔''

۳۔ اسی معنی کو امام قرطبی اور ابو حفص الحنبلي نے بھی روایت کیا ہے۔[(۱)]

مسلمان کے قتل کو جائز سمجھنے اور انہیں جلانے والے نص قرآنی کے تحت نہ صرف دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں بلکہ عذابِ حریق کے مستحق بھی ٹھہرتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن بسر سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے مومنوں کو اذیت دینے والوں کو اپنی اُمت سے خارج کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ مِنِّي ذُوْ حَسَدٍ وَلَا نَمِيْمَةٍ وَلَا كَهَانَةٍ وَلَا أَنَا مِنْهُ. ثُمَّ تَلا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ هَذِهِ الآيَةَ: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَااكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾[(۲)].[(۳)]

''حسد کرنے والا، چغلی کھانے والا اور کہانت والا مجھ سے نہیں (یعنی میری امت سے نہیں) اور نہ ہی میں اس سے ہوں۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اذیت دیتے ہیں بغیر اس کے کہ انہوں نے کچھ (خطا) کی ہو تو بے شک انہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ (اپنے سر) لے لیا﴾۔''

امام فخر الدین رازی رقم طراز ہیں:

(۱) ۱۔ قرطبي، الجامع لأحكام القرآن، ۱۹: ۲۹۵
۲۔ أبو حفص الحنبلي، اللباب فی علوم الكتاب، ۲۰: ۲۵۳
(۲) الأحزاب، ۳۳: ۵۸
(۳) ۱۔ منذری، الترغيب والترهيب، ۳: ۳۲۴، رقم: ۴۲۷۵
۲۔ ابن عساكر، تاريخ دمشق الكبير، ۲۱: ۳۳۴

أن كلا العذابين يحصلان فى الآخرة إلا أن عذاب جهنم وهو العذاب الحاصل بسبب كفرهم، وعذاب الحريق هو العذاب الزائد على عذاب الكفر بسبب أنهم أحرقوا المؤمنين.[۱]

’’بے شک دونوں عذاب (عذابِ جہنم اور عذاب حریق) آخرت میں واقع ہوں گے، مگر فرق یہ ہے کہ عذابِ جہنم ان کے کفر کے سبب ہوگا، اور عذابِ حریق عذابِ کفر پر وہ زائد عذاب ہے جو انہیں مسلمانوں کو جلانے کے سبب ملے گا۔‘‘

اسی مفہوم کو صاحبِ جلالین نے بھی رقم کیا ہے۔ وہ تحریر کرتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾ بالإحراق ﴿ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ﴾ بكفرهم ﴿وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ﴾ أى عذاب إحراقهم المؤمنين فى الآخرة.[۲]

’’یعنی وہ لوگ جنہوں نے مومن مرد و زن کو آگ میں جلا کر اذیت میں مبتلا کیا، پھر توبہ بھی نہ کی تو ان کے لئے ان کے کفر کی وجہ سے مومنین کو جلانے کی پاداش میں عذابِ حریق (جلائے جانے کا عذاب) ہوگا۔‘‘

۷۔ مسلمان کو قتل کرنے والے کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی

مسلمانوں کو قتل کرنے والے کی نفلی اور فرض عبادت بھی قبول نہیں ہوگی۔ حضرت عبد اللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(۱) رازی، التفسير الكبير، ۳۱: ۱۱۱

(۲) تفسير الجلالين، ۱: ۸۰۱

مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا فَاعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا.(۱)

’’جس شخص نے کسی مومن کو ظلم سے (ناحق) قتل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نفلی اور فرض عبادت قبول نہیں فرمائے گا۔‘‘

عبادت و ریاضت اور قتل و غارت گری کو ساتھ ساتھ چلانے والے اور انسانی حرمت و تقدس کو پامال کرکے اپنے اعمال و عبادات کو ذریعہ نجات سمجھنے والے ایسے انتہا پسندوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ نہ صرف ان کی عبادت ردّ کر دی جائے گی بلکہ ان کے لئے فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ(۲) (تو ان کے لیے عذابِ جہنم ہے اور ان کے لیے (بالخصوص) آگ میں جلنے کا عذاب ہے) کی دردناک وعید بھی ہے۔

۸۔ مسلمانوں کو تکلیف دینے والے کے لیے عذابِ جہنم

مسلمانوں کو اذیت میں مبتلا کرنا اور انہیں جبر و تشدد اور وحشت و بربریت کا شکار کرنا سخت منع ہے۔ اللہ ﷻ نے ایسے لوگوں کو جہنم اور آگ کی درد ناک سزا دینے کا اعلان فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

إِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ○(۳)

---

(۱) ۱۔ أبو داود، السنن، كتاب الفتن والملاحم، باب تعظيم قتل المؤمن، ۴: ۱۰۳، رقم: ۴۲۷۰
۲۔ طبراني، مسند الشاميين، ۲: ۲۶۶، رقم: ۱۳۱۱
۳۔ منذري، الترغيب والترهيب، ۳: ۲۰۳، رقم: ۳۶۹۱
۴۔ عسقلاني، الدراية، ۲: ۲۵۹
۵۔ شوكاني، نيل الأوطار، ۷: ۱۹۷

(۲) البروج، ۸۵: ۱۰

(۳) البروج، ۸۵: ۱۰

’’بے شک جن لوگوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اذیت دی پھر توبہ (بھی) نہ کی تو ان کے لیے عذابِ جہنم ہے اور ان کے لیے (بالخصوص) آگ میں جلنے کا عذاب ہےo‘‘

حضرت ہشام بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ایسے لوگوں کو دردناک عذاب دے گا جو اس کی مخلوق کو اذیت دیتے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے:

إِنَّ اللهَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا.(۱)

’’اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو اذیت و تکلیف دیتے ہیں۔‘‘

جملہ ائمہ تفسیر نے اس آیت کے تحت یہی موقف اختیار کیا ہے کہ مسلمانوں کو ظلم وجبر اور فتنہ و فساد کا نشانہ بنانے والوں کی سزا جہنم اور آگ ہے۔ امام فخر الدین رازی مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

كل من فعل ذلك وهذا أولى لأن اللفظ عام والحكم عام، فالتخصيص ترك للظاهر من غير دليل. (۲)

’’جو بھی مسلمانوں کو اذیت ناک تکلیف میں مبتلا کرے (خواہ ایسا کرنے والا خود اصلاً مسلمان ہو یا غیر مسلم، اس کے لیے عذاب جہنم ہے) یہ معنی زیادہ مناسب ہے کیونکہ لفظ عام ہے اور اس کا حکم بھی عام ہے اور اگر خاص کیا جائے تو یہ بغیر دلیل کے عام حکم کو خاص کرنا ہو گا۔‘‘

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب البر والصلة والآداب، باب الوعيد الشديد لمن عذب الناس بغير حق، ۴: ۲۰۱۸، رقم: ۲۶۱۳

(۲) رازی، التفسير الكبير، ۳۱: ۱۱۱

اس لحاظ سے حکم الآیت کا اِطلاق زمانہ قدیم کے اَصۡحَابُ الۡاُخۡدُوۡد(۱) وغیرہ کی طرح کلمہ گو دہشت گردوں پر بھی یکساں ہوگا۔

---

(۱) البروج، ۸۵: ۴-۱۰

اَصۡحَابُ الۡاُخۡدُوۡد سے مُراد زمانہ قدیم کا ایک بادشاہ اور اس کے کارندے ہیں جنھوں نے اہلِ اِیمان کو صرف اِس لیے خندقوں میں ڈال کر جلا دیا تھا کہ وہ ایک رب پر ایمان لے آئے تھے۔ (مسلم، الصحیح، کتاب الزهد، باب قصة أصحاب الأخدود، ٤: ۲۲۹۹، رقم: ۳۰۰۵)

بابِ سوم

خودکشی فعلِ حرام ہے

۱۔ خودکشی کیوں حرام ہے؟

خودکشی کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ فعل حرام ہے۔ اِس کا مرتکب اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور جہنمی ہے۔ قرآن و حدیث کے دلائل پر بحث سے قبل آیئے دیکھتے ہیں کہ اسلام نے اسے اتنا بڑا جرم کیوں قرار دیا۔

درحقیقت انسان کا اپنا جسم اور زندگی اس کی ذاتی ملکیت اور کسبی نہیں بلکہ اللہ ﷻ کی عطا کردہ امانت ہیں۔ زندگی اللہ تعالیٰ کی ایسی عظیم نعمت ہے جو بقیہ تمام نعمتوں کے لیے اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی لیے اسلام نے جسم و جاں کے تحفظ کا حکم دیتے ہوئے تمام افرادِ معاشرہ کو اس امر کا پابند کیا ہے کہ وہ بہرصورت زندگی کی حفاظت کریں۔ اسلام نے ان اسباب اور موانعات کے تدارک پر مبنی تعلیمات بھی اسی لیے دی ہیں تاکہ انسانی زندگی پوری حفاظت و توانائی کے ساتھ کارخانۂ قدرت کے لیے کارآمد رہے۔ یہی وجہ ہے اسلام نے خودکشی (suicide) کو حرام قرار دیا ہے۔ اسلام کسی انسان کو خود اپنی جان تلف کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔

۲۔ قرآن و حدیث میں خودکشی کی ممانعت

جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ زندگی اور موت کا مالکِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ جس طرح کسی دوسرے شخص کو موت کے گھاٹ اتارنا پوری انسانیت کو قتل کرنے کے مترادف قرار دیا گیا ہے، اُسی طرح اپنی زندگی کو ختم کرنا یا اسے بلاوجہ تلف کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ فعل ہے۔ ارشا ربانی ہے:

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَo(۱)

''اور اپنے ہی ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو، اور صاحبانِ اِحسان بنو، بے شک اللہ اِحسان والوں سے محبت فرماتا ہےo''

امام بغوی نے سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳۰ کی تفسیر کے ذیل میں سورۃ البقرۃ کی مذکورہ آیت نمبر ۱۹۵ بیان کر کے لکھا ہے:

وقيل: أراد به قتل المسلم نفسه.(۲)

''اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد کسی مسلمان کا خودکشی کرنا ہے۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ط اِنَّ اللهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًاo وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ط وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيْرًاo(۳)

''اور اپنی جانوں کو مت ہلاک کرو، بے شک اللہ تم پر مہربان ہےo اور جو کوئی تعدّی اور ظلم سے ایسا کرے گا تو ہم عنقریب اسے (دوزخ کی) آگ میں ڈال دیں گے، اور یہ اللہ پر بالکل آسان ہےo''

امام فخر الدین رازی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾ يدل على النهى عن قتل غيره وعن قتل

---

(۱) البقرة، ۲: ۱۹۵

(۲) بغوى، معالم التنزيل، ۱: ۴۱۸

(۳) النساء، ۴: ۲۹، ۳۰

نفسه بالباطل.(۱)

’’﴿اور اپنی جانوں کو مت ہلاک کرو﴾۔ یہ آیت مبارکہ کسی شخص کو ناحق قتل کرنے اور خودکشی کرنے کی ممانعت پر دلیلِ شرعی کا حکم رکھتی ہے۔‘‘

مزید برآں امام بغوی نے ’’معالم التنزیل (ا: ۴۱۸)‘‘ میں، حافظ ابن کثیر نے ’’تفسیر القرآن العظیم (ا: ۴۸۱)‘‘ میں اور ثعالبی نے ’’الجواھر الحسان فی تفسیر القرآن (۳: ۲۹۳)‘‘ میں سورۃ النساء کی مذکورہ بالا آیات کے تحت خودکشی کی حرمت پر مبنی احادیث درج کی ہیں (جو کہ اگلے صفحات میں آ رہی ہیں)۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ائمہ تفسیر کے نزدیک بھی یہ آیات خودکشی کی ممانعت و حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔

احادیث مبارکہ میں بھی خودکشی کی سخت ممانعت وارد ہوئی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا.(۲)

’’تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے۔‘‘

یہ حکم نبوی واضح طور پر اپنے جسم و جان اور تمام اعضاء کی حفاظت اور ان کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کرتا ہے، تو کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ خودکش حملوں (suicide attacks) اور بم دھماکوں (bomb blasts) کے ذریعے اپنی جان کے ساتھ دوسرے پُراَمن شہریوں کی قیمتی جانیں تلف کرنے کی اجازت دے! حضور نبی اکرم ﷺ نے خودکشی جیسے بھیانک اور حرام فعل کے مرتکب کو فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى فِيْهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا

(۱) رازی، التفسیر الکبیر، ۱۰: ۵۷

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب حق الجسم فی الصوم، ۲: ۶۹۷، رقم: ۱۸۷۴

فِيهَا أَبَدًا (وہ دوزخ میں جائے گا، ہمیشہ اس میں گرتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہے گا) فرما کر دردناک عذاب کا مستحق قرار دیا ہے۔

۳۔ خودکُش دُہرے عذاب کا مستحق ہے

احادیث مبارکہ میں حضور تاجدارِ کائنات ﷺ نے خودکشی کے مرتکب شخص کو دُہرے عذاب کی وعید سنائی ہے۔ ارشاداتِ نبوی ﷺ ملاحظہ ہوں:

۱۔ **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، يَتَرَدَّى فِيهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا. وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا. وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ، فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا.** (۱)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے خود کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کیا تو وہ دوزخ میں جائے گا، ہمیشہ اس

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب الطب، باب شرب السم والدواء به وبما يخاف منه والخبيث، ۵: ۲۱۷۹، رقم: ۵۴۴۲

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الإيمان، باب غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه وإن من قتل نفسه بشيء عذب به في النار، ۱: ۱۰۳، رقم: ۱۰۹

۳۔ ترمذی، السنن، کتاب الطب، باب ما جاء فيمن قتل نفسه بسم أو غيره، ۴: ۳۸۶، رقم: ۲۰۴۴

۴۔ أبو داود، السنن، کتاب الطب، باب الأدوية المكروهة، ۴: ۷، رقم: ۳۸۷۲

میں گرتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہے گا۔ اور جس شخص نے زہر کھا کر اپنے آپ کو ختم کیا تو وہ زہر دوزخ میں بھی اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ دوزخ میں کھاتا ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہے گا۔ اور جس شخص نے اپنے آپ کو لوہے کے ہتھیار سے قتل کیا تو وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہے گا۔‘‘

۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: الَّذِي يَطْعَنُ نَفْسَهُ إِنَّمَا يَطْعَنُهَا فِي النَّارِ، وَالَّذِي يَتَقَحَّمُ فِيهَا يَتَقَحَّمُ فِي النَّارِ، وَالَّذِي يَخْنُقُ نَفْسَهُ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ.(۱)

’’حضرت ابوہریرہ ﷺ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنی جان کو کوئی چیز چبا کر ختم کر لیتا ہے تو وہ دوزخ میں بھی (ہمیشہ) اسی طرح خود کو ختم کرتا رہے گا، اس طرح جو شخص اپنی جان کو گڑھے وغیرہ میں پھینک کر ختم کرتا ہے تو وہ دوزخ میں بھی ایسے ہی کرتا رہے گا، اور جو شخص اپنی جان کو پھانسی کے ذریعے ختم کرتا ہے تو وہ دوزخ میں بھی ایسے ہی کرتا رہے گا۔‘‘

۳۔ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ.(۲)

---

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الجنائز، باب ما جاء في قاتل النفس، ۱: ۴۵۹، رقم: ۱۲۹۹
۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۳۵، رقم: ۹۶۱۶
۳۔ طبراني، مسند الشاميين، ۴: ۲۸۵، رقم: ۳۳۱۱
۴۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۴: ۳۵۰، رقم: ۵۳۶۲

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب الأدب، باب من أكفر أخاه بغير تأويل فهو كما قال، ۵: ۲۲۶۴، رقم: ۵۷۵۴

’’حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی بھی چیز کے ساتھ خودکشی کی تو وہ جہنم کی آگ میں (ہمیشہ) اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جاتا رہے گا۔‘‘

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کے کلمات - جن میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خودکشی کے عمل کو دوزخ میں بھی جاری رکھنے کا اشارہ فرمایا ہے - دراصل اس فعلِ حرام کی انتہائی سنگینی کو ظاہر کرتے ہیں۔ یعنی بہت سے ناجائز اُمور کی سزا تو جہنم ہوگی مگر خودکشی کے مرتکب کو بار بار اس تکلیف کے عمل سے گزارا جائے گا۔ گویا یہ دُہرا عذاب ہے جو ہر خودکُش کا مقدر ہوگا۔ (العیاذ باللہ۔)

۴۔ خودکشی کا حکم دینے والے اُمراء کی مذمت

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ میں خودکشی کی عمومی حرمت وارِد ہوئی ہے۔ ذیل میں کچھ احادیث خصوصی اہمیت کی حامل ہیں جن میں بعض امراء اور حکمرانوں کی غیر شرعی اطاعت سے ممانعت کی گئی ہے جس سے انسانی زندگیاں بلاوجہ خطرے سے دوچار ہوسکتی ہیں۔ ایسے بہت سے نوجوانوں کو میڈیا پر بات کرتے ہوئے سنا گیا ہے جو خودکشی کا سبب اپنے امیر کے حکم کو گردانتے ہیں۔ ان کے ذہنوں میں امیر کی اطاعت تو بٹھائی جاتی ہے لیکن انہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اسلام میں اس اطاعت کی حدود و قیود بھی ہیں۔ محض اس

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب غلظ تحریم قتل الإنسان نفسه، ۱: ۱۰۴، رقم: ۱۱۰

۳۔ أبو داود، السنن، کتاب الأیمان والنذور، باب ما جاء في الحلف بالبراءة وبملة غیر الإسلام، ۳: ۲۲۴، رقم: ۳۲۵۷

۴۔ نسائي، السنن، کتاب الأیمان والنذور، باب الحلف بملة سوی الإسلام، ۷: ۵، ۶، رقم: ۳۷۷۰، ۳۷۷۱

۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۳، ۳۴، رقم: ۱۶۴۳۴-۱۶۴۳۸

لیے اپنی اور دوسروں کی قیمتی جانیں تلف کر دی جائیں کہ ''امیر'' کا حکم ہے، انتہائی نادانی، ناسمجھی اور جہالت ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ایسے رہنماؤں اور ان کے کارکنوں کے بارے میں کیا حکم دیا ہے۔

۱۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا، فَأَوْقَدَ نَارًا، وَقَالَ: ادْخُلُوهَا. فَأَرَادُوا أَنْ يَدْخُلُوهَا، وَقَالَ آخَرُونَ: إِنَّمَا فَرَرْنَا مِنْهَا. فَذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لِلَّذِينَ أَرَادُوا أَنْ يَدْخُلُوهَا: لَوْ دَخَلُوهَا لَمْ يَزَالُوا فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. وَقَالَ لِلْآخَرِينَ: لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةٍ، إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ.(۱)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک فوجی دستہ روانہ کیا اور (انصار کے) ایک آدمی کو اُس پر امیر مقرر فرمایا۔ پس اُس نے آگ جلائی اور اپنے ماتحت لوگوں سے کہا کہ اس میں داخل ہو جاؤ۔ کچھ لوگوں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو بعض نے کہا: ہم آگ ہی سے تو بھاگے ہیں۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ سے اِس کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے اُن لوگوں سے فرمایا جنہوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تھا: اگر وہ اس کے اندر داخل ہو جاتے تو قیامت تک کبھی اس سے باہر نہ نکلتے۔ پھر آپ ﷺ نے ان لوگوں کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا (جنہوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ نہیں کیا تھا): گناہ کے کاموں میں کسی کی اِطاعت و فرمانبرداری لازم نہیں۔ (حکمران کی) اِطاعت و فرمانبرداری تو صرف بھلائی کے کاموں میں لازم ہے۔''

۲۔ ''صحیح مسلم'' میں یہ روایت مزید وضاحت کے ساتھ یوں بیان کی گئی ہے:

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الأحکام، باب السمع والطاعة للإمام ما لم تکن معصیة، ۶: ۲۶۴۹، رقم: ۶۸۳۰

عَنْ عَلِيٍّ رضی الله عنه قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَرِيَّةً وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْمَعُوا لَهُ وَيُطِيعُوا، فَأَغْضَبُوهُ فِي شَيْءٍ، فَقَالَ: اجْمَعُوا لِي حَطَبًا. فَجَمَعُوا لَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَوْقِدُوا نَارًا. فَأَوْقَدُوا، ثُمَّ قَالَ: أَلَمْ يَأْمُرْكُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تَسْمَعُوا لِي وَتُطِيعُوا؟ قَالُوا: بَلَى. قَالَ: فَادْخُلُوهَا. قَالَ: فَنَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، فَقَالُوا: إِنَّمَا فَرَرْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ النَّارِ. فَكَانُوا كَذٰلِكَ، وَسَكَنَ غَضَبُهُ، وَطُفِئَتِ النَّارُ، فَلَمَّا رَجَعُوا، ذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا، إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ.(۱)

’’حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک فوجی دستہ روانہ کیا اور اُس کا امیر انصار کے ایک آدمی کو مقرر فرمایا اور لشکر کو یہ حکم دیا کہ وہ امیر کے احکام سنیں اور اس کی اطاعت کریں۔ (اتفاق سے) وہ امیر اُن پر کسی چیز سے ناراض ہوگیا اور اس نے کہا: میرے لیے لکڑیاں جمع کرو۔ لشکر نے لکڑیاں جمع کیں تو اس نے کہا: ان میں آگ جلاؤ۔ انہوں نے آگ جلائی تو امیر نے کہا: کیا حضور نبی اکرم ﷺ نے آپ لوگوں کو میری اطاعت کرنے کا حکم نہیں فرمایا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: کیوں نہیں! امیر نے حکم دیا: تو پھر اس آگ کے اندر کود جاؤ۔ راوی بیان کرتے ہیں: اِس پر وہ کھڑے ہو کر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ اُن میں سے بعض نے کہا: آگ ہی سے بچنے کے لئے تو ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ کی اتباع کی ہے (پھر کیوں اس میں داخل ہوں)؟ ابھی وہ اسی کشمکش میں تھے کہ امیر کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا اور آگ بجھا دی

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء، ۳: ۱۴۶۹، رقم: ۱۸۴۰

گئی۔ پس جب وہ لوٹے تو اُنہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے اس واقعے کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ اس کے اندر داخل ہو جاتے تو کبھی اس سے باہر نہ نکلتے کیونکہ اطاعت تو صرف نیک باتوں میں لازم ہے۔‘‘

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ بالا متفق علیہ حدیث مبارکہ کی روشنی میں اُن خودکش بمباروں کو اپنے فعل پر غور کرنا چاہیے جو اپنے نام نہاد کمانڈروں اور امیروں کی اِطاعت کے نشے میں ڈوب کر مذہب کے نام پر سول آبادیوں پر خودکش حملے کرتے ہیں۔ اور یوں نہ صرف دیگر لوگوں کے قتل کا باعث بنتے ہیں بلکہ فرمانِ رسول ﷺ کے مطابق خود کو جہنم کا ایندھن بھی بناتے ہیں۔ خودکشی کا ارتکاب کرنے والوں اور اس پر اُکسانے والوں کے لیے یہ احادیثِ صحیحہ نہایت غور طلب ہیں۔

۵۔ خودکشی کرنے والے پر جنت حرام ہے

کم سن نوجوانوں کی ذہن سازی (brainwashing) کر کے اور انہیں شہادت اور جنت کے سبز باغ دکھا کر خودکش حملوں کے لیے تیار کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے خودکشی کرنے والے کے لیے جہنم کی دائمی سزا مقرر کی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ایسا کرنے والوں کے لیے **حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ** فرما کر جنت حرام فرما دی ہے۔

۱۔ حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے متفق علیہ حدیث مبارکہ مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ، فَجَزِعَ فَأَخَذَ سِكِّينًا، فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتَّى مَاتَ. قَالَ اللهُ تَعَالَى: بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ.(۱)

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الأنبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل، ۳: ۱۲۷۲، رقم: ۳۲۷۶

’’تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی زخمی ہو گیا۔ اس نے بے قرار ہوکر چھری لی اور اپنا زخمی ہاتھ کاٹ ڈالا۔ جس سے اس کا اتنا خون بہا کہ وہ مرگیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے خود فیصلہ کر کے میرے حکم پر سبقت کی ہے، لہٰذا میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔‘‘

۲۔ حضرت حسن بصری حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، خَرَجَتْ بِهِ قُرْحَةٌ، فَلَمَّا آذَتْهُ انْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ، فَنَكَأَهَا، فَلَمْ يَرْقَأْ الدَّمُ حَتَّى مَاتَ. قَالَ رَبُّكُمْ: قَدْ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ.(۱)

’’پچھلی امتوں میں سے کسی شخص کے جسم پر ایک پھوڑا نکلا، جب اس میں زیادہ تکلیف محسوس ہونے لگی تو اس نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر اس پھوڑے کو چیر ڈالا جس سے مسلسل خون بہنے لگا اور نہ رکا۔ اس کی وجہ سے وہ شخص مر گیا۔ تمہارے رب نے فرمایا: میں نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔‘‘

مذکورہ بالا روایات میں اِس اَمر کی بھی اِجازت نہیں دی گئی کہ اگر کسی کو کوئی

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه وإن من قتل نفسه بشيء عذب به في النار، ۱: ۱۰۷، رقم: ۱۱۳

۳۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۳: ۳۲۸، رقم: ۵۹۸۸

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه وإن من قتل نفسه بشيء عذب به في النار، ۱: ۱۰۷، رقم: ۱۱۳

۲۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۳: ۳۲۹، رقم: ۵۹۸۹

تکلیف یا مرض لاحق ہوجائے تو وہ اس تکلیف سے چھٹکارا پانے کی غرض سے ہی اپنے آپ کو موت کے گھاٹ اتار دے۔ اگر کوئی شخص ایسا کرے گا تو اس کا یہ عمل مقبول نہیں ہوگا بلکہ اس کے لیے باعثِ جہنم بنے گا۔

۶۔ دورانِ جہاد بھی خودکشی کرنے والا جہنمی ہے

احادیثِ مبارکہ میں ہے کہ کسی غزوہ کے دوران میں مسلمانوں میں سے ایک شخص نے خوب بہادری سے جنگ کی، صحابہ کرام ﷺ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس کی شجاعت اور ہمت کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے علمِ نبوت سے انہیں آگاہ فرما دیا کہ وہ شخص دوزخی ہے۔ صحابہ کرام ﷺ یہ سن کر بہت حیران ہوئے۔ بالآخر جب اس شخص نے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے خودکشی کرلی تو صحابہ کرام ﷺ پر یہ حقیقت واضح ہوئی کہ خود کشی کرنے والا چاہے بظاہر کتنا ہی جری و بہادر اور مجاہد فی سبیل اللہ کیوں نہ ہو، وہ ہرگز جنتی نہیں ہوسکتا۔

۱۔ متفق علیہ حدیث مبارکہ ہے۔ حضرت سہل بن سعد ﷺ روایت کرتے ہیں:

إِلْتَقَى النَّبِيُّ ﷺ وَالْمُشْرِكُونَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَاقْتَتَلُوا، فَمَالَ كُلُّ قَوْمٍ إِلَى عَسْكَرِهِمْ، وَفِي الْمُسْلِمِينَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا، فَضَرَبَهَا بِسَيْفِهِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا أَجْزَأَ أَحَدٌ، مَا أَجْزَأَ فُلَانٌ. فَقَالَ ﷺ: إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ. فَقَالُوا: أَيُّنَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنْ كَانَ هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: لَأَتَّبِعَنَّهُ، فَإِذَا أَسْرَعَ، وَأَبْطَأَ، كُنْتُ مَعَهُ حَتَّى جُرِحَ، فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ، فَوَضَعَ نِصَابَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ، ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ، فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَجَاءَ الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: فَقَالَ:

أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ، فَقَالَ: وَمَا ذَاكَ فَأَخْبَرَهُ. فَقَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ، وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.(۱)

’’ایک غزوہ (غزوۂ خیبر) میں حضور نبی اکرم ﷺ اور مشرکین کا آمنا سامنا ہوا اور فریقین میں خوب لڑائی ہوئی، پھر (شام کے وقت) ہر فریق اپنے لشکر کی جانب واپس لوٹ گیا۔ پس مسلمانوں میں ایک ایسا آدمی بھی تھا جو کسی اِکا دُکا مشرک کو زندہ نہ چھوڑتا بلکہ پیچھا کر کے اسے تلوار کے ذریعے موت کے گھاٹ اتار دیتا تھا۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! آج جتنا کام فلاں نے دکھایا ہے اتنا اور کسی سے نہیں ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تو جہنمی ہے۔ پس لوگ کہنے لگے کہ اگر وہ جہنمی ہے تو ہم میں سے جنتی کون ہوگا! مسلمانوں میں سے ایک آدمی کہنے لگا: میں صورتِ حال کا جائزہ لینے کی غرض سے اس کے ساتھ رہوں گا خواہ یہ تیز چلے یا آہستہ۔ یہاں تک کہ وہ آدمی زخمی ہوگیا، پس اس نے مرنے میں جلدی کی یعنی اپنی تلوار کا دستہ زمین پر رکھا اور نوک اپنے سینے کے درمیان میں رکھ کر خود کو اس پر گرا لیا اور یوں اس نے خودکشی کرلی۔ جائزہ لینے والے آدمی نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا: میں

---

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب المغازي، باب غزوة خيبر، ۴: ۱۵۴۱، رقم: ۳۹۷۰
۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه، ۱: ۱۰۶، رقم: ۱۱۲
۳۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۶۶۳، رقم: ۶۴۴
۴۔ عبد بن حميد، المسند، ۱: ۱۶۹، رقم: ۴۵۹

گواہی دیتا ہوں کہ واقعی آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: بات کیا ہوئی ہے؟ اس شخص نے سارا واقعہ عرض کر دیا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک ایک آدمی جنتیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے جیسا کہ لوگ دیکھتے ہیں لیکن درحقیقت وہ جہنمی ہوتا ہے؛ اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگوں کے دیکھنے میں وہ جہنمیوں جیسے کام کرتا رہتا ہے لیکن درحقیقت وہ جنتی ہوتا ہے۔''

٢۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حُنَيْنًا، فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يُدْعَى بِالْإِسْلَامِ: هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ. فَلَمَّا حَضَرْنَا الْقِتَالَ، قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيدًا، فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ. فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، الرَّجُلُ الَّذِي قُلْتَ لَهُ آنِفًا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَإِنَّهُ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيدًا، وَقَدْ مَاتَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِلَى النَّارِ. فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَرْتَابَ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى ذَلِكَ إِذْ قِيلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلَكِنَّ بِهِ جِرَاحًا شَدِيدًا. فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ، فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذَلِكَ، فَقَالَ: اللهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا، فَنَادَى فِي النَّاسِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَأَنَّ اللهَ يُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ.(١)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین میں تھے، ہم لوگوں میں ایک شخص تھا جس کا شمار مسلمانوں میں ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: یہ جہنمی ہے۔ جب جنگ شروع

(١) مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه، ١: ١٠٦، رقم: ١١١

ہوئی تو وہ شخص بڑی بہادری سے لڑا اور زخمی ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! جس شخص کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے وہ تو آج بہت بہادری سے لڑا اور اب وہ مر چکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دوزخ میں گیا۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی تہ تک نہ پہنچ سکے اور) قریب تھا کہ وہ شکوک و شبہات کا شکار ہوجاتے۔ اتنے میں کسی شخص نے آ کر عرض کیا: یارسول اللہ! وہ شخص ابھی مرا نہیں تھا لیکن بہت زخمی تھا، رات کے آخری حصہ میں وہ زخم کی تکلیف برداشت نہ کر سکا تو اس نے خودکشی کر لی۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلوا کر لوگوں میں اعلان کروایا کہ جنت میں صرف مسلمان جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس دین کو فاسقوں کے ذریعے بھی تقویت دیتا رہتا ہے۔‘‘

۷۔ حضور ﷺ نے خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی

خودکشی کس قدر سنگین جرم ہے اس کا اندازہ حضور رحمتِ عالم ﷺ کے اِس عمل مبارک سے ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے سراپا رحمت ہونے کے باوُجود خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی حالاں کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ اپنے بدترین دشمنوں کے لیے بھی دعا فرمائی، اور جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح حکم نہیں آ گیا کسی منافق کی نماز جنازہ پڑھانے سے بھی انکار نہیں فرمایا۔ اس حوالے سے درج ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَتَلَ نَفْسَهُ

بِمَشَاقِصَ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ.(۱)

’’حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک شخص لایا گیا جس نے اپنے آپ کو نیزے سے ہلاک کر لیا تھا، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔‘‘

۲۔ امام نسائی، امام ابو داؤد اور امام احمد بن حنبل نے اس روایت کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے:

عَنِ ابْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَتَلَ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أَمَّا أَنَا فَلَا أُصَلِّي عَلَيْهِ.(۲)

’’حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے تیر کے ذریعے خودکشی کر لی تو حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھاؤں گا۔‘‘

خلاصہ کلام

مختصراً یہ کہ اسلام اپنی تعلیمات اور اَفکار و نظریات (teachings and idealogy) کے لحاظ سے کلیتًا اَمن و سلامتی، خیر و عافیت اور حفظ و اَمان کا دین ہے۔

---

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الجنائز، باب تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَاتِلِ نَفْسَه، ۲: ۶۷۲، رقم: ۹۷۸

(۲) ۱۔ نسائی، السنن، کتاب الجنائز، باب تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى من قتلِ نَفْسَه، ۴: ۶۶، رقم: ۱۹۶۴

۲۔ أبوداؤد، السنن، کتاب الجنائز، بَابُ الْإِمَامِ لَا يُصَلِّي عَلَى مَنْ قَتَلَ نَفْسَه، ۳: ۲۰۶، رقم: ۳۱۸۵

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۹۲، رقم: ۲۰۸۹۱

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک مسلمان اور مومن صرف وہی شخص ہے جو نہ صرف تمام انسانیت کے لئے پیکرِ امن و سلامتی اور باعثِ خیر و عافیت ہو بلکہ وہ اَمن و آشتی، تحمل و برداشت، بقاء باہمی اور احترامِ آدمیت جیسے اوصاف سے متصف بھی ہو۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جو خود بھی سراپا سلامتی ہے اور دوسروں کو بھی اَمن و سلامتی کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کے برعکس اِقامت و تنفیذِ دین اور اِعلاء کلمہ حق کے نام پر انتہا پسندی، نفرت و تعصب، افتراق و انتشار، جبر و تشدد اور ظلم و عُدوان کا راستہ اختیار کرنے والے اور شہریوں کا خون بہانے والے لوگ چاہے ظاہراً اسلام کے کتنے ہی علم بردار کیوں نہ بنتے پھریں، ان کا دعویٰ اسلام ہرگز قابلِ قبول نہیں ہوسکتا۔

اسلام میں کسی انسانی جان کی قدر و قیمت اور حرمت کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا ہے کہ اِس نے بغیر کسی وجہ کے ایک فرد کے قتل کو بھی پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا ہے۔ قتلِ عمد کی سزا موت ہے۔ مسلمانوں کو قتل کرنے والوں کے لیے شدید اور دردناک عذاب کی وعید ہے۔ جب اسلام کسی ایک فرد کے قتل حتی کہ اپنی جان کو بھی تلف کرنے کی اجازت نہیں دیتا، تو کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ خودکش حملوں اور بم دھماکوں کے ذریعے ہزاروں شہریوں کے جان و مال کو تلف کرنے کی اجازت دے! لہٰذا جو لوگ نوجوانوں کو خون ریزی اور قتلِ عام پر اُکساتے ہیں اور جو نوجوان ایسے گمراہ لیڈروں کے کہنے پر خودکش حملوں میں حصہ لیتے ہیں، دونوں نہ صرف دنیا میں اسلامی تعلیمات سے اِنحراف کے مرتکب ہوتے ہیں بلکہ آخرت میں بھی شدید عذاب کے حق دار ہیں کیونکہ وہ اسلام جیسے پُراَمن اور متوازن دین کی بدنامی کا باعث بھی بن رہے ہیں اور پوری اِنسانیت کو نفرتوں کی آگ میں دھکیلنے کا سبب بھی۔

مآخذ و مراجع

۱۔ القرآن الحکیم۔

(۲) تفسیر القرآن

۲۔ **ماتریدی،** ابو منصور محمد بن محمد بن محمود (م ۳۳۳ھ)۔ **تفسیر القرآن العظیم المسمی تأویلات أهل السنة**۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء۔

۳۔ **بغوی،** ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد الفراء (۴۳۶-۵۱۶ھ/۱۰۴۴-۱۱۲۲ء)۔ **معالم التنزیل**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء

۴۔ **رازی،** فخر الدین محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تمیمی شافعی، (۵۴۴-۶۰۴ھ)۔ **مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۱ھ۔

۵۔ **قرطبی،** ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرح (۶۷۱ھ)۔ **الجامع لأحکام القرآن والمبین لما تضمن من السنة وآي الفرقان**۔ قاہرہ، مصر: دار الشعب، ۱۳۷۲ھ۔

۶۔ **ابن کثیر،** ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن زرع بصروی (۷۰۱-۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱-۱۳۷۳ء)۔ **تفسیر القرآن العظیم**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۱ھ۔

۷۔ **ابو حفص حنبلی،** سراج الدین عمر بن علی بن عادل دمشقی۔ **اللباب في علوم**

الکتاب۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۸۔ **سیوطی، محلی**، جلال الدین محمد بن احمد المحلی (م ۸۶۴ھ)۔ جلال الدین ابو الفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن محمد سیوطی (۸۴۹-۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵-۱۵۰۵ء)۔ **تفسیر الجلالین**۔ بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۹۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹-۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵-۱۵۰۵ء)۔ **الدر المنثور في التّفسير بالمأثور**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۹۹۳ء۔

(۳) الحدیث

۱۰۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴-۲۵۶ھ/ ۸۱۰-۸۷۰ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، الیمامہ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء

۱۱۔ **مسلم**، ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد قشیری نیشاپوری (۲۰۶-۲۶۱ھ/ ۸۲۱-۸۷۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۱۲۔ **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک (۲۰۹-۲۷۹ھ/ ۸۲۵-۸۹۲ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار إحیاء التراث العربی۔

۱۳۔ **نسائی**، ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی (۲۱۵-۳۰۳ھ/ ۸۳۰-۹۱۵ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء + حلب، شام: مکتب المطبوعات الاسلامیہ، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۱۴۔ **ابو داؤد**، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی (۲۰۲-۲۷۵ھ/ ۸۱۷-۸۸۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء

۱۵۔ **ابن ماجہ**، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۷-۲۷۵ھ/ ۸۲۴-۸۸۷ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۱۶۔ **عبد بن حمید**، ابو محمد عبد بن حمید بن نصر الکسی (م ۲۴۹ھ/۸۶۳ء)۔ **المسند**۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ السنۃ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۱۷۔ **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰-۳۶۰ھ/ ۸۷۳-۹۷۰ء)۔ **المعجم الصغیر**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء

۱۸۔ **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر لخمی (۲۶۰-۳۶۰ھ/ ۸۷۳-۹۷۱ء)۔ **مسند الشامیین**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۱۹۔ **ابن مندہ**، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن یحییٰ (۳۱۰-۳۹۵ھ/ ۹۲۲-۱۰۰۵ء)۔ **الإیمان**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۶ھ۔

۲۰۔ **حاکم**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱-۴۰۵ھ/۹۳۳-۱۰۱۴ء)۔ **المستدرك علی الصحیحین** ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء۔

۲۱۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴-۴۵۸ھ/۹۹۴-۱۰۶۶ء)۔ **السنن الکبری**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۲۲۔ **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی البستی (۲۷۰-۳۵۴ھ/ ۸۸۴-۹۶۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء۔

۲۳۔ **دیلمی**، ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی الھمذانی (۴۴۵-۵۰۹ھ/ ۱۰۵۳-۱۱۱۵ء)۔ **الفردوس بمأثور الخطاب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب

العلمیہ، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۲۴۔ **منذری**، ابومحمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (۵۸۱-۶۵۶ھ/ ۱۱۸۵ - ۱۲۵۸ء)۔ الترغیب و الترھیب من الحدیث الشریف۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔

۲۵۔ **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی (۷۷۳-۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲-۱۴۴۹ء)۔ الدراية في تخريج أحاديث الهداية۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفۃ۔

۲۶۔ **ربیع**، ابنِ حبیب بن عمر اَزدی بصری۔ الجامع الصحيح مسند الإمام الربيع بن حبيب۔ بیروت، لبنان، دار الحکمۃ، ۱۴۱۵ھ۔

(۴) الفقه و أصول الفقه

۲۷۔ **ابن ابی عاصم**، ابوبکر عمرو بن ابی عاصم ضحاک شیبانی (۲۰۶-۲۸۷ھ/۸۲۲-۹۰۰ء)۔ الديات۔ کراچی، پاکستان: إدارة القرآن والعلوم، ۱۴۰۷ھ۔

(۵) التصوف

۲۸۔ **ابن ابی الدنیا**، ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن عبید بن بن سفیان قیس قرشی (۲۰۸-۲۸۱ھ)۔ الأهوال۔

(۶) التاريخ

۲۹۔ **ابن عساکر**، ابو قاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی الشافعی (۴۹۹-۵۷۱ھ/ ۱۱۰۵-۱۱۷۶ء)۔ تاريخ دمشق الكبير المعروف بـ: تاريخ ابن عساكر۔ بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱۹۹۵ء۔